اُردو اِملا کا آسان طریقہ

شبنم

گردن

ادرک

آسان اُردو سکھانے کا طریقہ

عبدالغفار مدہولی

اُردو املا کا آسان طریقہ

اور

آسان اُردو سکھانے کا طریقہ

مع

سیکھنے والوں کا تحریری کام

عبدالغفار مدہولی، معلم اُستادوں کا مدرسہ
جامعہ ملیہ اسلامیہ۔ جامعہ نگر نئی دہلی ۲۵

ملنے کا پتہ :-
مکتبہ جامعہ لمیٹڈ۔ جامعہ نگر۔ نئی دہلی ۲۵
شمع بک ڈپو۔ آصف علی روڈ۔ نئی دہلی

قیمت ۷۵ نئے پیسے

بار اوّل ایک ہزار

۲۹ر جنوری ۱۹۶۳ء

مطبوعہ

یونین پریس۔ جامع مسجد۔ دہلی

فہرست

محترم محمد مجیب صاحب شیخ الجامعہ کی یہ خواہش رہتی ہے کہ جامعہ کا ہر کارکن اور طالب علم اُردو سیکھ جائے یہ کتاب موصوف کی کوششوں میں مدد دے گی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۔ اُردو املا کا آسان طریقہ
۲۔ اُردو رسمِ خط میں علامتیں

دہلی یونیورسٹی کے شعبہ اُردو نے مجھ سے خواہش کی تھی کہ میں اُن طلباء کے لیے جن کی مادری زبان اُردو نہیں ہے اُردو سکھانے کی مشکلات پر قابو پانے کا طریقہ بتاؤں۔ مندرجہ بالا دونوں مضامین میں نے اسی مقصد سے لکھے ہیں" ان کے علاوہ مزید اُمور کا اضافہ کرکے "آسان اُردو سکھانے کا طریقہ" کے نام سے یہ کتاب شائع کی جارہی ہے جس میں میرے شاگردوں کا کام بھی درج ہے

جہاں تک عمل کا تعلق ہے میں تقریباً چالیس برس سے ان پر کاربند ہوں۔ مندرجہ ذیل فریقوں کی تعلیم پر ان کا تجربہ کیا ہے۔

۱۔ چھوٹے بچّوں کی تعلیم

۲۔ تعلیمِ بالغان

۳۔ اور وہ بڑے جو ہندی جانتے ہیں اور اُردو سیکھنا

چاہتے ہیں

اُردو املا کا آسان طریقہ اور رسمِ خط کی ان علامتوں کی وجہ سے سب کو بالخصوص فریق نمبر ۳ کو جلد سے جلد آگے بڑھانے میں مدد ملتی ہے اس لیے کہ یہ لوگ پڑھے لکھے ہوتے ہیں، انھیں اُردو سکھانے کے لیے ایسی رہنمائی کی ضرورت رہتی ہے جس سے یہ اُردو رسمِ خط پر جلد سے جلد حاوی ہو جائیں۔ اُستادوں کے مدرسہ میں گیارہویں جماعت تک پڑھے ہوئے ہندی داں طلباء ۴۰ منٹ کی مدّت کے ساٹھ گھنٹے اُردو پڑھنے کے بعد اتنی استعداد پیدا کر لیتے ہیں کہ یہ چھوٹے چھوٹے واقعات یا کہانیاں لکھنے لگتے ہیں یہ کامیابی اس صورت میں ہے جب کہ اُردو پڑھائی کا یہ کام ضمنی حیثیت سے جاری رہتا ہے اور طلباء کی اصل مصروفیت اپنی تربیت کے مختلف نظری اور عملی کاموں کی طرف لگی رہتی ہے۔

اُردو کی اس ثانوی حیثیت کے باوجود ۶۳-۱۹۶۲ء کے شاگردوں نے اُردو میں جو واقعات اور کہانیاں لکھی ہیں انھیں پڑھنے سے آپ کو یہ اندازہ ہو سکے گا کہ اس طریقہ سے ہندی جاننے والے طلباء کو اُردو سکھانے میں کتنی آسانی اور فائدہ ہے

آخر میں آسان اُردو جاننے والوں کا تحریری کام درج ہے۔
اُمید ہے کہ یہ کتاب آسان اُردو سکھانے میں مدد دے گی۔

عبدالغفار مدہولی ـــــ ۲۶ جنوری ۱۹۶۳ء

اُردو اِملا کا آسان طریقہ

اُردو املا کے لکھنے میں مُبتدیوں کے سامنے یہ اُلجھن آتی ہے کہ کِس حرف کو پُورا لکھیں کس کا سرا۔ کن حرفوں کو ملا کر لکھیں کن کو جُدا۔ کس صورت میں ایک لفظ مسلسل لکھیں، کن مواقع پر اُن کے ٹکڑے کریں

مبتدیوں کو جب اُردو کا املا سکھایا جاتا ہے تو عام طور پر یہی کہا جاتا ہے کہ لفظ اُسی طرح لکھنے چاہیں جس طرح یہ کتابوں میں لکھے ہوتے ہیں گویا "دیکھو —— ذہن نشین کرو —— پھر بغیر دیکھے لکھو" کے اصول پر عمل ہوتا ہے۔ سیکھنے کو ہر مشکل چیز سیکھی جا سکتی ہے لیکن "سکھانے کا طریقہ" کا یہ مطلب ہے کہ سکھائی جانے والی چیز کو آسان، دل چسپ اور مفید بنا کر سکھایا جائے۔ ایک ایسی ہی کامیاب کوشش "اُردو املا" کے لئے ہوئی ہے یہ طریقہ جہاں مفید، دل چسپ اور

خوشگوار حیثیت کا ہے۔ یہ بہت مختصر بھی ہے اس لیے اسے "اردو املا کا گُر" بھی کہہ سکتے ہیں اگر یہ گُر نہ ہوتا بلکہ افہام تفہیم کی کوئی طویل چیز ہوتی تو پھر مبتدیوں کو اس سے فائدہ نہ ہوتا بلکہ صرف کتاب سے پڑھنے کی دل چسپ چیز بن کر رہ جاتی، اس کی بڑی خوبی یہ ہے کہ یہ گُر ہے اور املا لکھتے وقت گُر ذہن میں رکھنا مشکل نہیں ہے گُر محض گُر کے طور پر بھی بنایا جا سکتا ہے مگر اسے پڑھنے والے حضرات خاص طور پر مبتدیوں کے لئے (خواہ بچّے ہوں۔ بڑے ہوں یا غیر ملکی) دل چسپ دلیلوں کے ساتھ سامنے لایا جائے پھر آخر میں گر بنایا جائے تو اس کی دل چسپی میں اضافہ ہو جائے گا (کیونکہ گر عام طور پر خشک ہوتے ہیں)

اُردو کے حروف تہجّی کو ہم دو خاندانوں میں تقسیم کرتے ہیں ایک کا نام بڑا خاندان، دوسرے کا چھوٹا خاندان سمجھیے۔

بڑے خاندان کے حرف ذہن نشین رکھنے کے لیے لفظ "اُردو" کو ذہن میں لائیے، اس لفظ کے حرف اور اس سے ملتے جلتے حرف جتنے بھی ہیں انھیں بڑے خاندان کے حرف خیال فرمائیے، جو اس طرح ہوتے ہیں

بڑا خاندان

ا ر د ڈ

ز ذ و

ڑ ڈ ؤ

ژ

ط ظ

ان کے علاوہ جتنے بھی حرف ہیں وہ سب چھوٹے خاندان کے حرف کہلائیں گے، نتیجے کے طور پر یہ اس طرح ہیں۔

چھوٹا خاندان

ب پ ت ٹ ث ج

چ ح خ س ش ص

ض ع غ ف ق ک

گ ل م ن ہ ی

ے

ہم نے ط ظ کو چبوترے میں بٹھایا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کا تعلّق دونوں خاندانوں سے ہے یعنی مشترک خاندان

کے ہیں

بھ پھ تھ دھ ڈھ وغیرہ کے بارے میں کہنے کی ضرورت نہیں کہ یہ بھی اپنی اصل کے مطابق دو خاندانوں میں بٹ گئے ہیں اور ھ کے ساتھ مل کر اپنا مستقل وجود (یعنی نہ بدلنے والا وجود) بنا لیا ہے۔ اپنی اصل یعنی چہرے سے یہ پہچانے جاتے ہیں ہیں یعنی:-

دھ ڈھ ڑھ بڑے خاندان کے ہیں اور

بھ پھ تھ ٹھ جھ چھ کھ گھ چھوٹے خاندان کے ہیں۔

بڑے اور چھوٹے خاندان کی عادتیں

جہاں تک اپنے وجود کو کاغذ پر ظاہر کرنے کا تعلق ہے۔ بڑے خاندان کی دو عادتیں ہیں :-

(۱) ان کا کہنا ہے کہ ہم بڑے خاندان کے ہیں اس لئے ہمیں جگہ زیادہ سے زیادہ ملنی چاہیئے یعنی ہم سمٹ کر رہنا پسند نہ کریں گے بلکہ ہمیں ہر حال میں پورا پورا لکھا جائے یہ تو ہوئی ہماری ایک عادت۔

(۲) دوسرے یہ کہ ہمارے آگے ہم سے مل کر کوئی حرف نہ چلے

(خواہ وہ ہمارے خاندان ہی کا کیوں نہ ہو) بلکہ ہمیں تنہا
چلنے کا موقع دیا جائے ہاں جو ہمارے پیچھے چلیں گے
وہ ہمارا دامن تھام سکتے ہیں۔

بڑے خاندان کی جو یہ دو عادتیں بیان کی گئی ہیں ان کے
برعکس جی ہاں بالکل برعکس دو عادتیں چھوٹے خاندان کی ہیں۔
(۱) ان کا کہنا ہے کہ ہماری تعداد اگرچہ زیادہ ہے مگر ہمیں
زیادہ جگہ کی ہوس نہیں ہے۔ ہم محدود جگہ میں رہ لیں گے۔
اس لئے تھوڑی جگہ گھیرنے کی خاطر ہمارا پورا
وجود ظاہر نہ کیا جائے بلکہ صرف چہرا (یعنی سرا) لکھا جائے۔
(۲) دوسرے یہ کہ ہم میں مل جل کر رہنے کی عادت ہے اس لیے
ہمیں ایک دوسرے سے ملا ملا کر لکھیے۔ ہاں جب ایک لفظ
مکمل ہو جائے (یعنی ایک گھر کی تکمیل ہو جائے) تو آخری رکن
کو پھیل کر بیٹھنے دیجیے یعنی پورا لکھیے۔ کیونکہ دوسرا گھر (یعنی دوسرا
لفظ) کچھ فاصلے سے شروع ہوگا۔ جب جگہ موجود ہے تو پھر
پھیل کر بیٹھنے میں کیا حرج ہے۔

اب رہے چبوترے والے | ط ظ | ان کا کہنا ہے کہ ہم مشترک
خاندان کے ہیں اس لئے ایک عادت تو ہم نے بڑے خاندان کی

اختیار کی ہے اور ایک چھوٹے خاندان کی۔ بڑوں کی یہ عادت ہے کہ ہمارے وجود کو کم نہ کیا جائے یہ ہم پر بھی لاگو رہے۔ چھوٹوں کی یہ عادت ہے کہ مل جل کر رہنا پسند کرتے ہیں یعنی ملا ملا کر لکھے جاتے ہیں، یہ ہمیں بھی پسند ہے۔

بڑے اور چھوٹے خاندان کی دو عادتیں یاد رکھنی اس لیے مشکل نہیں ہیں کہ جو دو عادتیں بڑے خاندان کی ہیں اس کے برعکس چھوٹے خاندان کی دو عادتیں ہیں گویا صرف دو عادتیں یاد رکھنی کافی ہیں، اس اصول میں کوئی استثنا مجھے تو اب تک نظر نہیں آیا ہے۔ آیئے اب ہم کئی طرح کے چند لفظ لے کر اس اصول کی جانچ کریں اور یقین کے درجے پر پہنچیں۔ مثالیں:۔

۱۔ ایک ٹکڑے والا لفظ شبنم ۔ مطلب

۲۔ دو " " برتن ۔ کھرل

۳۔ تین " " گردن

۴۔ چار " " ادرک

(۱) لفظ "شبنم" میں جتنے حرف ہیں 'ش ب ن م' سب چھوٹے خاندان کے ہیں اس لیے لکھنے میں ان کی دو عادتیں نظر آتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ ان کے چہرے (سرے) لکھنے چاہئیں اس لیے ش ب ن کا

سرا لکھا گیا "م" آخر میں آیا ہے اس لیے پؤرا لکھا گیا۔ "مطلب" کی مثال بھی ایسی ہی ہے فرق یہ ہے کہ "ط" مشترک خاندان کا ہے اس لیے یہ خصوصیت تو بڑے خاندان کی رہی یعنی پؤرا لکھا گیا اور دؤسری خصوصیت چھوٹے خاندان کی پائی یعنی آگے پیچھے آنے والے بھائیوں کے ساتھ مل جُل کر رہیں، مقصد یہ کہ ط کے ساتھ م اور ل ملے ہؤئے ہیں۔

۲۔ دؤسری مثال "برتن" کی لیجیے۔ ب چھوٹے خاندان کا ہے اس لیے اس کا سرا لکھا گیا۔ ر بڑے خاندان کا ہے اس لیے اس کی دو عادتیں اپنی جگہ قائم رہیں۔ ایک تو یہ کہ پؤرا پؤرا لکھا گیا۔ دؤسرے یہ کہ اپنے آگے کسی کو ملنے نہیں دیا۔ یعنی لفظ کے ٹکڑے کر دیے۔ ت اور ن چھوٹے خاندان کے ہیں اس لیے ت کا سرا لکھا گیا۔ ن کا سرا لکھنے کی اس لئے ضرؤرت نہ ہوئی کہ یہ لفظ کے آخر میں آیا ہے (جگہ کی قلت نہیں ہے) لہذا پؤرا لکھا گیا کھرل کا بھی یہی حال ہے "کھ" نہ صرف یہ کہ چھوٹے خاندان کا ہے بلکہ اپنے وجود کو مستقلاً مختصر کر لیا ہے وہ اسی شکل میں یہاں موجود ہے۔ ر نے اسے اپنے پیچھے دامن تھامنے دیا لیکن آگے والے کو نہ ملنے دیا اس لیے لفظ کے ٹکڑے ہو گئے "ل" قاعدے

کے مطابق موجود ہے۔

۳۔ تیسری مثال "گردن" کی ہے کہنے کی ضرورت نہیں کہ اس لفظ کے تین ٹکڑے اس لیے کرنے پڑے کہ "ر" اور "د" بڑے خاندان کے ہیں یہ جہاں بھی آتے ہیں پورے لکھے جاتے ہیں چونکہ آگے کسی کو ملنے نہیں دیتے اس لئے لفظ کے ٹکڑے کر دیتے ہیں۔ ن آخر میں آیا ہے اس لیے پورا لکھا گیا

۴۔ چوتھی مثال میں تو بڑے خاندان کی بھرمار ہے باوجود اس کے کہ ایک ہی خاندان کے ہیں مگر تنہا رہنا پسند کرتے ہیں، پورا لکھے جانے پر اصرار ہے اس لیے سب کے سب جدا اور پورے لکھے گئے "ک" ہر طرح سے گذر بسر کے لیے تیار رہتا ہے مگر آخر میں آنے سے اُسے بھی جگہ مل گئی

گویا آخر میں چھوٹے خاندان کا حرف ہو یا بڑے کا، پورا پورا ہی لکھا جائے گا۔

ہو سکتا ہے کہ کسی صاحب کے ذہن میں یہ مثال چکر لگا رہی ہو کہ "خوش نصیب" میں "ش" تو درمیان میں آیا ہے پھر یہ پورا پورا کیسے لکھا گیا۔ یہی حال "دل کش"۔ "جہاں دیدہ" کا ہے تو اس کی توجیہہ بھی منطقی ہے یعنی لفظ "خوش نصیب" دو لفظوں سے مل کر بنا ہے

"خوش" اور "نصیب" سے اس لیے لکھتے ہیں ہم مندرجہ بالا اصول کو ہاتھ سے نہ جانے دیں گے یعنی خوش کے آخر میں "ش" آیا ہے اس لیے پورا لکھا گیا۔ "نصیب" اپنی جگہ حسب معمول ہے۔ گویا یہاں یہ کلیہ بنا کہ جو لفظ دو لفظوں سے مل کر بنے انہیں دو لفظوں کی طرح جُدا جُدا لکھنا چاہیئے

گُر کے طور پر خلاصہ یوں ہوا کہ:-

۱- بڑے خاندان کے حرف ہمیشہ پورے لکھے جائیں گے اور اپنے آگے کسی کو ملنے نہ دیں گے

۲- چھوٹے خاندان کے حرفوں کے سرے لکھے جائیں گے۔ اور ملا ملا کر لکھے جائیں گے لیکن لفظ کے آخر میں آئیں تو انہیں بھی پورا لکھا جائے گا

اِملا کا یہ اصول میرے اُستاد مولوی احمد علی صاحب مرحوم سابق صدر مدرس مڈہول نے مجھے بتایا تھا۔

اُردُو رسمِ خط میں علامتیں

۱۹۲۰ء میں غالباً پہلی دفعہ مولوی احمد علی صاحب ناظر تعلیمات دکن نے انجمن ترقی اُردُو کو توجہ دلائی کہ اُردُو رسمِ خط کی علامتوں میں اصلاح کی ضرورت ہے۔ سُنا ہے کہ مؤصوف نے رسالہ "اُردُو" میں اس مؤضوع پر مضموٗن لکھا تھا جو میری نظر سے نہیں گذرا۔ مولوی صاحب کی کوششوں سے انجمن نے نئی علامتیں اختیار کر لیں اور اپنے ہاں سے شائع ہونے والی کتابیں خصوٗصاً بچّوں کی کتابوں میں ان کا استعمال شروٗع کیا۔ ریاست حیدرآباد نے ان علامتوں کے ساتھ انجمن کا تیار کردہ قاعدہ اور ریڈریں جو درسِ عثمانیہ کے نام سے مشہوٗر تھیں اپنے نصاب میں شامل کر لیں میں اس زمانے میں مدرسہ کی پہلی جماعت کو پڑھایا کرتا تھا، مولوی صاحب ہمارے صدر مدرس تھے، مؤصوف نے مجھے سمجھایا کہ

ان نئی علامتوں کے ساتھ صوتی طریقہ سے یہ قاعدہ کس طرح پڑھانا چاہیئے مجھے یہ طریقہ پسند آیا۔ میرا اور بچّوں کا کام دل چسپ اور آسان ہوگیا۔

۱۹۲۶ء میں میں نے یہی کام جامعہ ملّیہ اسلامیہ میں شروع کیا۔ ۱۹۲۹ء میں جب میں موگا میں ٹریننگ پا رہا تھا، پنجاب میں ان علامتوں کا استعمال شروع ہو گیا تھا۔ جب میں نے ان کی مکمل صورت کا مظاہرہ ٹریننگ کے دوران کیا تو ہمارے اُستاد ماسٹر لبھو مل صاحب بہت خوش ہوئے۔ اسے مبتدیوں کے لئے بہت ضروری اور سائنٹفک بتلایا۔ میں نے مکتبہ جامعہ کے ذریعے بچّوں کی کتابوں میں ان کا استعمال عام کرایا اور بچّوں کے لیے جتنے قاعدے لکھے ان سب میں ان علامتوں کو اہمیت دی

بمبئی میں وہاں کے محکمۂ تعلیمات نے اور دہلی میں جمیعتہ العلما نے ان علامتوں کے پڑھانے کے طریقے پر مجھ سے چند سبق دلوائے۔ اگرچہ یہ سب کوششیں آج سے چالیس سال پہلے اُردو سے دل چسپی رکھنے والے لوگوں نے شروع کر دی تھیں لیکن آج کل جب کہ ہندی ہماری قومی زبان قرار پائی، یہ علامتیں اُردو اور

ہندی سیکھنے والوں کے لیے بہت مفید اور دل چسپ ہیں ، جیسا کہ آگے عرض کروں گا۔ ان علامتوں میں صرف رسمِ خط کا فرق نظر آئے گا ویسے لوگ دیکھیں گے کہ جو ماترائیں (علامات) ہندی میں ہیں، آج سے چالیس سال پہلے اُردو سے دل چسپی رکھنے والے لوگوں نے انھیں اُردو میں اپنانے کی کوشش کی (رسمِ خط کے فرق کے ساتھ)

میں آج کل جامعہ ملّیہ کے اُستادوں کے مدرسہ میں ہندی داں طلباء کو ان علامتوں کے ساتھ اُردو سکھاتا ہوں۔ پڑھائی کے دوران میں ان میں ایک خوشگوار حیرت پاتا ہوں۔ آسانی، دل چسپی، افادیت اپنی جگہ مسلّم ہے

میرا خیال ہے کہ غیر ملکی لوگوں کو اگر ہندی کی ماترائیں سائنٹفک آسان اور دل چسپ معلوم ہوتی ہیں تو اُردو کی ان علامتوں کو بھی وہ ویسا ہی پائیں گے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آج سے چالیس سال پہلے ہی اُردو کی علامتوں میں اصلاح کی ضرورت کیوں محسوس کی گئی ؟

پُرانی علامتیں اس طرح ہیں

	نام علامت	علامت	مثال مرکب آواز کے ساتھ	
۱	زبر	َ	سَب	
۲	حرف علّت الف	ا	سا	
۳	زیر	ِ	سِر	
۴	یائے معروف	اِی	سِیر	ان دونوں میں
۵	یائے مجہول	اِے	سیر	فرق نہیں کیا گیا
۶	یائے ماقبل مفتوح	اَے	سَیر	
۷	پیش	ُ	سُر	
۸	واؤ معروف	اُو	سُو	ان دونوں میں
۹	واؤ مجہول	او	سُو	بھی فرق نہیں ہے
۱۰	واؤ ماقبل مفتوح	اَو	سَو	
۱۱	نون غنّہ	ں ں٘	ماں منہ	
۱۲	تشدید	ّ	سچّا	

ان علامتوں میں یہ نقص ہیں۔

۱۔ یائے معروف اور یائے مجہول میں کوئی فرق نہیں ہے جیسے میل

(بمعنی فاصلہ) میل (بمعنی میل گاڑی)

۲۔ واؤ معروف اور واؤ مجہول ایک جیسے ہیں مثلاً کوٹ (پہننے کا)

کُوٹ (بمعنی کوٹنا)

۳۔ دو آوازوں کی مرکب آواز نکالنے ہیں تین آوازوں کا نام

لینا پڑتا ہے۔ جیسے "سر" کے ہجے یوں کریں گے۔

"سین" "رے" "زیر" سر

ایک اور مثال۔ "سُو" کے ہجے اس طرح ہوں گے

"سین" "واؤ" "پیش" = سُو وغیرہ

اس طرح کے ہجے بچے اور بڑے دونوں کے لئے بہت دشوار

اور غیر منطقی ہیں، بلا وجہ کی ریاضت ہے اور زبردستی کا نتیجہ اخذ

کروانا ہے۔ اس لیے کہ ایک لفظ کے حرفوں کی الگ الگ

آواز نکالنے ہیں پھر اُس لفظ کو مجموعی طور پر ادا کرنے ہیں

مطابقت نہیں ہوتی ہے

۴۔ ٹائپ ڈھالنے کی دشواریاں ہیں، ایک ٹکڑے کے لئے کئی

"پائیاں" بنانی پڑتی ہیں جیسے "سُو" کے لیے تین پائیاں درکار ہوں گی۔

ایک "سـ" دوسری "ـُ" (پیش) تیسری "و"

اسی طرح سَو کے لیے بھی

"ے" "ر (زبر) اور "ۂ" کی ضرورت ہوگی۔

ان اضافوں کی وجہ سے ٹائپ کی پائیاں رکھنے کے لئے بہت سے خانے رکھنے پڑیں گے۔ کمپوزیٹر کے حافظے پر زور پڑے گا کمپوز کرنے میں زیادہ وقت لگے گا۔ پائیوں کی تعداد زیادہ ہونے سے اور زبانوں کے مقابلے میں ٹائپ کی قیمت میں اضافہ ہوگا۔

ان نقائص کو دور کرنے کے لیے مولوی احمد علی صاحب مرحوم سابق ناظرِ تعلیمات دکن کی تجویز پر انجمن ترقی اُردو نے ذیل کی علامتیں مقرر کیں

بچوّں کو اُردو سکھانے کے لیے "جامعہ کا طریقہ" کے نام سے میں نے جو کتاب لکھی ہے (جو اس وقت مسودے کی شکل میں ہے) اُس میں ان علامتوں کے ساتھ پڑھانے کے طریقے پر مفصّل ہدایات دی ہیں

علامتیں یہ ہیں

نام علامت	انجمن کی منظور کردہ علامت	نئی مثال	پرانی مثال		ہندی ماترائیں
زبر	زبر پوشیدہ	سب	سَب	انجمن نے زبر کا استعمال متروک قرار دیا ہے جس طرح ہندی میں अ پوشیدہ ہے یہ فرض کر لینا چاہیے کہ زبر بھی پوشیدہ ہے	अ
حرف علت الف	ا	سا	سَا		ा
زیر	ـِ	سِر	سِر		ि
یائے معروف	ی پ	سِیر	سِیر	میری تبدیلی سِیر	ी
یائے مجہول	ے ی	سیر	سِیر	پرانی مثال میں یائے معروف اور	े
یائے ماقبل مفتوح	ئے ئی	سیٔر	سَیر	یائے مجہول میں کوئی فرق نہیں ہے	ै
پیش	ـُ	سُر	سُر		ु
واؤ معروف	ؤ	سؤ	سُو	پرانی مثال میں واؤ معروف اور	ू
واؤ مجہول	و	سو	سُو	واؤ مجہول میں فرق نہیں ہے	ो
واؤ ماقبل مفتوح	ؤ	شوکت	شَوکت		ौ
نون غنہ	ں ںٓ	ماں ہنسی	ماں ہنسی		ं
تشدید	ّ	سچّا	سچّا		

ان علامات کو ہندی ماتراؤں کی طرح ایک حیثیت دے دی گئی ہے۔ ان علامات کے علاوہ بچے اور بڑے مبتدیوں میں صحیح تلفظ کا ذوق پیدا کرنے اور ابتدائی پڑھائی میں آسانی پیدا کرنے کے لئے اصل شکل کو باقی رکھ کر کچھ اور اشارے تجویز کئے گئے ہیں مثلاً پرانے رسمِ خط میں یائے حرف صحیح (جیسے یاد) اور یائے مجہول (جیسے کھیت) میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اسی طرح واؤ حرف صحیح (جیسے وطن) اور واؤ مجہول (جیسے کوٹ) میں بھی فرق نہ پائیں گے!! "اُس نے کیا کیا؟" کے آخری دو لفظوں میں بھی فرق نہ ملے گا۔ "پیاس لگی پانی پیا" کے قلم زد لفظ بھی ایک جیسے ہیں اس قسم کی مثالوں میں صرف اشارے سے فرق پیدا کر دیا گیا ہے۔ مثالیں

۱- یائے حرف صحیح یاد - پاس - خیال - دیا

(یائے مجہول کی مثالیں ریل - میل)

۲- واؤ حرف صحیح وطن - ورق

(واؤ مجہول کی مثالیں کوٹ - گول)

۳- ملواں ی کیا - کیوں

۴- ملواں واؤ خود - خوش

۵- ہ کی آواز گری ہوئی ہو تو ہ اور کھل کر نکلے تو ، نشان لگا

دینا چاہیئے۔ جیسے نہ۔ کہ اور ہٹ۔ شہد
۶۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ درمیان کا حرف ساکن ہو تو جزم د کا نشان لگا دینا چاہیئے، آخری حرف پر یہ نشان لگانے کی ضرورت نہیں ہے جیسے نرم

چوں کہ نمبر ایک سے چار تک کی علامتیں استعمال میں کم آتی ہیں اس لیے ۷ یا ۸ کا اشارہ کھلے گا نہیں۔ تجویز کی خوبی یہ ہے کہ اس میں اصل شکل "ب" اور "و" میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی بلکہ ۷ یا ۸ اشارے سے صحیح تلفظ کی آسانی پیدا کر دی۔ اس کا بڑا فائدہ یہ ہوا کہ پڑھنا لکھنا سیکھنے کے بعد روانی سے لکھنے میں یہ زائد علامتیں چھوڑ بھی دی جائیں تو اصل شکل دونوں کام دے جاتی ہے ورنہ اور لوگ مجوزہ رسم خط کی اصلاح میں اصل ہی بدل دیتے ہیں

بعد کے اڈیشن میں انجمن نے بائے حرف صحیح پ اور واؤ حرف صحیح وِ کی علامت ۸ کو رسم خط سے خارج کر دیا ہے۔ لوگوں نے غالباً یہ مشورہ دیا ہو گا کہ چوں کہ "یہ" اور "وہ" کثرت سے استعمال میں آتے ہیں اور "یہ" کا تلفظ زیر کے ساتھ ہونا چاہیئے، "وہ" کا پیش کے ساتھ۔ اس لیے مجوزہ قاعدے کے مطابق "یہ" کو اس طرح

لکھنا ہوگا "یہ" اور "وہ" کو اس طرح "وہ" لکھنا ہوگا۔ یہ بہت تکلف کی بات ہوگی لہذا اسے خارج کر دیا جائے

میری رائے یہ ہے کہ اس علامت ۸ کو قائم رکھا جائے "یہ" اور "وہ" میں ان کا استعمال نہ کریں لیکن باقی لفظوں میں ان کا استعمال جاری رہے۔ اس سے مبتدیوں اور غیر ملکی لوگوں کو صحیح تلفظ میں سہولت رہے گی۔

انجمن کی تجویز کردہ علامتوں میں الٹا پیش ؤ اور یائے معروف پ یہ قرآن شریف سے لیے گئے ہیں جیسے

ذُرِیَ سابقہ اُمّیِیّن

انجمن نے اپنی ریڈروں کے دوسرے اڈیشن میں یائے معروف جیسے کیل میں تبدیلی کر کے سابق کی طرح کیل کر دیا ہے لیکن میں نے اپنے قاعدے (اردو کا بنیادی قاعدہ) میں یہ تبدیلی اس طرح "کیل" کی ہے۔ یہ سابق سے قریب ہے اس کا فائدہ آگے عرض کروں گا

انجمن کی تجویز کردہ ان علامتوں کی وجہ سے مذکورہ نقائص کی بجائے اب ذیل کے فائدے اور سہولتیں حاصل ہو گئیں ہیں۔ اس سے بچے۔ بڑے اور غیر ملکی لوگوں کو اردو سیکھنے میں بہت

سہولت رہے گی۔ اُردو رسم خط کے سائنٹفک اور مکمل ہونے کی وجہ سے صحیح تلفظ کی ادائیگی میں دشواری نہ ہوگی۔ یہ بات کہ اِن علامتوں کے ساتھ اُردو کے "شارٹ ہینڈ" ہونے یعنی "مختصر نویسی" کی خصوصیت پر اثر پڑے گا۔ اس لئے بے وزن ہے کہ اُردو لکھنا پڑھنا سیکھنے کے بعد بچّے اور بڑے اپنے آپ اُس کی مختصر نویسی کی طرف راغب ہو جاتے ہیں۔ وہ بھول جاتے ہیں کہ لکھنے میں اس کی تمام علامتوں کا خیال رکھنا چاہیئے مختصر نویسی کی یہ خصوصیت اتنی جاندار ہے کہ وہ اپنے آپ زندہ رہے گی ـــــ ہاں تو مذکورہ علامتوں کی وجہ سے میں جن سہولتوں کا ذکر کر رہا تھا وہ یہ ہیں :۔

۱۔ یائے معروف اور یائے مجہول میں فرق کر دیا گیا ہے جیسے

معروف مِیل مجہول میل

۲۔ اب واؤ معروف اور واؤ مجہول بھی الگ الگ پہچانے جا سکتے ہیں جیسے

معروف کوٗٹ مجہول کوٹ

۳۔ ہجّے کی دشواریاں آسان ہوگئی ہیں جیسے مِیل کے ہجّے کرنے ہوں تو ہم منندیوں سے یوں کہلوائیں گے۔

م یٖ ل ۔ مِیل

اسی طرح کـ ؤ ٹ = کوٹ ۔ جیسا کہ ہندی میں ہوتے ہیں۔ یعنی حرف اور علامتوں کا نام لینے کے بجائے صرف آوازیں کہلوانی ہوں گی

مبتدیوں کے سامنے اُصولی طور پر ان علامات کو ہم اس طرح رکھیں گے۔ مثلاً

ؤ ایک علامت ہے (جیسا کہ ہندی میں کہا جاتا ہے، ماترا ہے) جس کی آواز تیز گول ہے۔ اس سے پہلے جو آواز بھی یعنی حرف لگایا جائے گا یہ نشانی اُس حرف (یا آواز کو) تیز گول کر دے گی جیسے کو،

مبتدیوں کے سامنے مشق کے لیے اس طرح کے نقشے پیش کئے جا سکتے ہیں۔

اس طرح تمام علامات سائنٹفک طریقے سے مبتدیوں کو سکھائی جا سکتی ہیں۔ اس سے اُردو پڑھائی کا کام آسان ہو جائے گا۔

۴۔ ٹائپ ڈھالنے اور کمپوز کرنے میں بچت اور آسانی ہوجائے گی
یعنی ہندی کی طرح حرفوں کے ٹائپ اور علامات کے ٹائپ
ڈھل جائیں گے۔ استعمال کے لحاظ سے یہ چیزیں کم زیادہ تعداد
میں خانوں میں رکھی رہیں گی، کمپوزیٹر آسانی سے کمپوز کرے گا
فرض کیجئے میل، کمپوز کرنا ہے تو ایک خانے سے "م" دوسرے
سے "ی" اور تیسرے سے "ل" لے کر کمپوز کرلیا جائے گا۔ اسی
طرح سے کوشن کے لیئے تین مختلف خانوں سے "ک" "ش" اور
"ن" لے کر لفظ بنا لیا جائے گا۔ طرح طرح کے ٹائپ ڈھالنے
کے لیئے لوگوں نے کوشش کی ہے لیکن جس ٹائپ کا اس
مضمون میں ذکر ہے اس کی ایک اچھی کوشش سجاد مرزا
صاحب نے بھی کی ہے۔ اس کے نمونے پمفلٹ کی صورت میں
موصوف سے غالباً مل جائیں گے۔ میں نے اسی خط کے اصول
پر "اردو تاش" کے نام سے ایک تاش بھی مبتدیوں کے کھیلنے اور
مشق کے لیے تیار کیا ہے۔

اب رہی یہ بات کہ نستعلیق میں ایک حرف کی کئی کئی شکلیں
ہوتی ہیں تو اس بات کو نستعلیق کی حد تک رہنے دیں یعنی جو کتابیں
نستعلیق میں چھپیں گی یا لوگ اپنی تحریروں میں نستعلیق کا استعمال

کریں گے اس میں نستعلیق کے اصول پر کئی کئی شکلوں کا استعمال
کیا جا سکتا ہے لیکن کوشش یہ ہونی چاہیے کہ تحریروں میں
اگر علامات لگانے کی ضرورت پڑے تو وہ وہی ہونی چاہئیں
جن کی سفارش انجمن نے کی ہے۔

بہرحال یہ تبدیلیاں ہندیوں کے لیئے بہت مفید اور ان کے
کام کو آسان بنا دیں گی

خلاصہ یہ کہ آج سے چالیس سال پہلے انجمن نے ہندی کی بارہ
ماتراؤں کی طرح اُردو میں بھی یہی علامات تجویز کی ہیں۔ جن حلقوں
میں اُردو۔ ہندی ساتھ ساتھ سکھائی جاتی ہیں، اس طرح کا میل
دونوں زبانوں کے سکھانے میں ایک دوسرے کی مدد کرے گا۔

ہمارے ٹریننگ کالج میں ہندی جاننے والے طلبا را سے آسانی
سے سمجھ لیتے ہیں۔ غیر ملکی طالب علم بھی اس سائنٹفک طریقے سے
بہت فائدہ اُٹھا سکتے ہیں

ضرورت ہے کہ ان کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کی جائے۔

مزید معلومات کے لیے رسالہ "اردو" بابتہ ماہ اکتوبر ۱۹۲۳ء
ملاحظہ فرما سکتے ہیں جس میں اس موضوع پر ایک مضمون ہے۔

آسان اُردُو جاننے والوں کا کام

جامعہ کے اُستادوں کے مدرسہ میں ڈپلوما کلاس والے (میٹرک کامیاب زیرِ تعلیم اُستاد) ہفتہ بھر میں چالیس منٹ والے صرف تین پیریڈ اُردُو سیکھتے ہیں۔ اس کام کے آغاز میں میں اپنے شاگردوں کے سامنے یہ بات صاف کردیتا ہوں کہ جہاں تک حرفوں کے ذہن نشین کرنے کا تعلق ہے یہ آپ کا کام ہے۔ آپ تصویروں کی مدد سے یا ہندی کی مدد سے انھیں ذہن نشین کر لیجئے۔ اس کے بعد کا کام بس سمجھ لیجئے کہ چل پڑا یعنی آپ کو جس طرح بچّوں کو ہندی سکھانی ہے میں ایسے ہی آپ کو اُردُو پڑھنا سکھاؤں گا۔ فرق صرف رسمِ خط کا ہوگا اس کے علاوہ اور کوئی تبدیلی آپ نہ پائیں گے، اس کا مطلب یہ ہُوا کہ آپ کو لکھنے کی مشق کے لئے کچھ وقت کی ضرورت ہوگی۔ پڑھائی میں دشواری نہ ہوگی، اس کے بعد ذیل کی ترتیب سے اسباق جاری رہنے

ہیں لیکن یہ سارے سبق صرف ۲۲ حرفوں کے ذریعہ تکمیل پاتے ہیں - یہ وہ حرف ہیں جن سے پڑھنا لکھنا سکھانے کا پورا ڈھانچہ تکمیل پاجاتا ہے گویا پورا ڈھانچہ سیکھنے سے پہلے ان ۲۲ حرفوں کے علاوہ مزید حرفوں کی شناخت ضروری نہیں ہے۔ حرف یہ ہیں

ا م

ب پ ت ٹ

ج چ

د ڈ ر ڑ و

س ش

ک گ

ل ن ہ

ی ے

یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ مندرجہ بالا حرف سیکھنے کے بعد دوچشمی ھ والے حرف مثلاً بھ پھ کھ گھ وغیرہ آسانی سے ذہن نشین ہوجاتے ہیں

عربی فارسی کے باقی حرف جن کی تعداد ۱۴ ہے، آخر میں

شناخت کرائے جاتے ہیں۔ اس سے پڑھنے والوں کو یہ فائدہ ہوتا ہے کہ حرفوں کی تعداد محدود ہونے کی وجہ سے لفظوں کی شناخت میں دشواری نہیں ہوتی۔ آخر میں باقی ۱۴ حرف یہ کہہ کر شناخت کرا دئے جاتے ہیں کہ ان کے ذہن نشین کر لینے سے سب طرح کے لفظوں کی شناخت ہو سکے گی

ابتدائی اسباق میں بتدریج ایسے لفظ بنوائے جاتے ہیں جن میں اعراب اور حروف علت نہ آئیں تاکہ لفظ بنانے کا کام آسان رہے

سبقوں کی ترتیب اس طرح ہے

۱۔ سات حرفوں کی شناخت کے بعد دو حرفی لفظوں کا بنانا جیسے

چل نل بل وغیرہ

۲۔ اگلے سات حرفوں کی شناخت کے ساتھ ساتھ سہ حرفی لفظوں کی بناوٹ:۔

سڑک چمک نمک وغیرہ

۳۔ باقی ۸ حرفوں کی شناخت کے سلسلے میں چار حرفی لفظوں کی مشق مثلاً:۔

برکت گنپت شربت وغیرہ

۴۔ سیکھے ہوئے حرفوں کی مدد سے بھ پھ تھ وغیرہ کا تعارف جیسے

سیکھا ہوا حرف	نیا حرف
ب	بھ
پ	پھ وغیرہ

۵ ۔ ان حرفوں سے دو حرفی، سہ حرفی، چار حرفی، ملے جلے لفظوں کی مشق جیسے
گھر کھرل جھٹ پھٹ وغیرہ

۶ ۔ ا
جس حرف کے آگے ا نشان آئے تو اس کی آواز لمبی ہو جاتی ہے۔ جیسے
نا را کا
نام رام کام

۷ ۔ ِ
جس حرف کے نیچے یہ ِ نشان (یعنی زیر) آئے تو اُس کی آواز ذرا سی نیچے کھنچ جاتی ہے

پِ گِ دِ
پِن گِن دِن

۸- ی یِ

جس حرف کے آگے ی یا یِ نشان آئے تو اس کی آواز نیچے کھنچے گی

مِیِ چِیِ کھِیِ
مِیل چِیل کھِیل

۹- ے یَ

جس حرف کے آگے ے یا یَ نشان آئے تو اس کی آواز تھوڑی سی پھیل جاتی ہے

مے نے کھے
میل نیل کھیل

۱۰- ۓ یٔ

جس حرف کے آگے ۓ یا یٔ آئے تو اس کی آواز پھیل جاتی ہے

پیٔ نیٔ سیٔ
پیٔر تیٔر سیٔر

۱۱ - ہُ

جس حرف کے اُوپر ہُ نشان (یعنی پیش) آئے تو اس کی آواز تھوڑی سی گول ہو گی

بُ دُھ سُ

بُن دُھن سُن

۱۲ - ؤ

جس حرف کے آگے ؤ آئے تو اُس کی آواز کھنچی ہوئی گول ہو گی

دؤ گھؤ جھؤ

دؤر گھؤم جھؤل

۱۳ - و

جس حرف کے آگے و آئے تو اس کی آواز گول ہو جاتی ہے

مو شو گو

مور شور گول

۱۴ - وٗ

جس حرف کے آگے وٗ آئے تو اس کی آواز زیادہ گول ہو جاتی ہے

دؤ مؤ کؤ

دؤڑ مؤج کؤن

۱۵- ں ںٔ

جس حرف کے آگے ں یا ںٔ آئے تو اس کی آواز ناک سے
نکالنی چاہیے

رںٔ دںٔ ڈھںٔ

رنگ دنگ ڈھنگ

۱۶- ّ

جس حرف پر ّ نشان ہو تو اُسے دو بار پڑھنا چاہیے
کُتّا گنّا ہنّا

ہجّے کے سلسلے میں سابقہ مضمون میں یہ بات بتا دی گئی ہے
یعنی حرفوں اور علامتوں کا نام لینے کی بجائے صرف ان کی آوازیں
کہلوانی ہوں گی مثلاً میم اے زیر می لام مؤقوف = میل کی بجائے

م یے ل = میل کہلوایا جاتا ہے

۱۷- آخر میں باقی ۱۴ حرفوں کی مشق کرائی جاتی ہے وہ یہ ہیں۔

ث

ح خ

ذ ز ژ

ص ض

ط ظ

ع غ

ف ق

ان امور پر مشتمل میں نے ایک قاعدہ لکھا ہے جس کا نام ہے "اردو کا بنیادی قاعدہ" پڑھانے کے طریقہ پر بھی ایک کتاب لکھی ہے "مادری زبان سکھانے کا طریقہ" جس میں بچوں کو اردو سکھانے کے طریقہ کی تفصیلات بتائی گئی ہیں، زیر نظر کتاب میں بڑوں کو اردو سکھانے کے لیے کچھ باتیں لکھ دی ہیں

۱۸۔ قاعدہ ختم ہونے کے بعد پہلی کتاب کی بجائے دوسری کتاب شروع ہو جاتی ہے چونکہ یہ بڑی عمر کے طلبار ہوتے ہیں اس لیے درمیان کی ایک کتاب کو نظر انداز کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اب طلبار کا یہ مطالبہ شروع ہو جاتا ہے کہ انھیں ایسی ترکیب بتائی جائے جس سے وہ بغیر دیکھے عبارت لکھ سکیں۔ اس موقع پر "اردو املا کا آسان طریقہ" بتا یا پایا جاتا ہے۔ (جیسے آپ شروع میں ملاحظہ کر چکے ہیں) طلبار آسانی اور دلچسپی سے جلد سمجھ لیتے ہیں، اس طرح

املا کی ابتدا ہو جاتی ہے، شروع کے املا میں :-
سبزیوں ۔ پھلوں ۔ پھولوں ۔ درختوں کے نام لکھائے جاتے ہیں ۔ اسی طرح پرندوں ۔ جانوروں ۔ شہروں ۔ ساتھیوں کے نام بھی لکھائے جاتے ہیں

۱۹ ۔ دوسری کتاب کے ختم ہونے کے بعد تیسری اور چوتھی کتاب کی ضرورت نہیں رہتی ہے اس لئے پانچویں کتاب شروع کرادی جاتی ہے ۔ اب طلباء کو یہ شوق ہوتا ہے کہ وہ چھوٹے چھوٹے خط لکھیں ۔ تحریر میں اپنے خیالات ظاہر کریں ۔ اس موقع پر طلباء کی اس طرح رہنمائی کی جاتی ہے کہ ان کی تخلیقی صلاحیتوں کو اردو رسم خط میں ظاہر کرنے کا موقع ملے مثلاً طلباء سے کہا جاتا ہے کہ آپ کے سامنے آئے دن واقعات گذرتے رہتے ہیں، ان میں سے بعض واقعات ایسے بھی ہوتے ہیں

(۱) جن میں کوئی مزاحیہ خیال ابھر آتا ہے یا (۲) کسی واقعہ میں خیالی رنگ بھرا جا سکتا ہے یا (۳) کسی واقعہ کو اپنے مطلب کا بنا کر لکھا جا سکتا ہے (۴) اگر کوئی واقعہ نہ ملے تو فرضی واقعہ بھی بنایا جا سکتا ہے ۔ اس کام کی چند مثالیں اِن کے سابق ساتھیوں

کے کام سے سُنادی جاتی ہیں۔ اب ان نئے طالب علموں کی کوشش شروع ہو جاتی ہے۔ شروع میں لکھائی کی دشواری سے یہ کچھ جھجکتے ہیں۔ لیکن چند طالب علم بارش کی پہلی بوندیں بن کر سامنے آتے ہیں، اُستاد ان کے واقعات یا کہانیاں جماعت کو سُناتا ہے، ان میں معنی پیدا کرتا ہے، ان کی صلاحیتوں کو ان کے سامنے لاتا ہے شاگردوں کو یہ احساس دلاتا ہے کہ ان کی یہ کوشش جاری رہی تو ان کی صلاحیتیں نمایاں ہو جائیں گی۔ اس طرح اس کام میں طلباء کی دلچسپی بڑھ جاتی ہے

اس مرتبہ یعنی ۶۳-۱۹۶۲ء کے تعلیمی سال کے دوران میں ہندی داں اُردو کے نو آموز طلبار کا کام مجھے پسند آیا، جو واقعات انھوں نے لکھے ہیں یہ ان کے اپنے مشاہدات اور احساسات ہیں۔ جو اثر انھوں نے اس سے لیا اُسے مرکزی خیال دے کر اُسے ظاہر کرنے کی کوشش کی یا اس واقعہ میں معنی پہنائے اگر آپ ان سب واقعات اور کہانیوں کو پڑھیں تو ان میں یہ نمونے نظر آئیں گے

میرے اس انتخاب سے ایک طرف پڑھانے والے اُستادوں

کو تعلیمی نقطۂ نظر سے کام کو سمجھنے کا موقع ملے گا دوسری طرف
اُردو سیکھنے والوں کی حوصلہ افزائی بھی ہوگی
طلبار کے لکھے ہوئے واقعات مناسب اصلاح کے بعد
اگلے صفحات میں درج ہیں

میں نے کیا دیکھا

ڈپلوما کلاس سال دوم - اُستادوں کا مدرسہ ۶۳-۱۹۶۲ء
کے طلبار کے لکھے ہوئے واقعات

گوبر کے اُپلے

دیوالی کی رات جب میں باورچی خانے میں بیٹھی کھانا کھا رہی تھی کہ ایک دم کچھ شور سا سُنائی دیا۔ میں جلدی سے کھانا ویسے ہی چھوڑ باہر آئی۔ معلوم ہوا کہ پڑوس کے گھر میں اُن کی نوڑی کو آگ لگ گئی ہے۔ دھیرے دھیرے وہاں بہت سے لوگ جمع ہو گئے تھے

جن کے گھر آگ لگی تھی۔ اُن کا دروازہ بند تھا۔ کُچھ آدمیوں نے کہا۔ دروازہ کھولو۔ ہم آگ بُجھا دیں گے پر انھوں نے دروازہ نہ کھولا اور کہا۔ ہم خود ہی بُجھا لیں گے۔ وہ چھوٹی بالٹی سے پانی چھت پر لے جا رہے تھے۔ آگ کیوں کہ نوڑی کو لگی تھی۔ اس لیے جلد ہی بُجھ گئی۔ سامنے دھواں ہی دھواں پھیل گیا تھا

میں گھر لوٹ آئی اور کُچھ دیر تک یہی سوچتی رہی کہ انھوں نے دروازہ کیوں نہیں کھولا تھا۔ دوسروں کو آگ

کیوں نہ بُجھانے دی۔ جب میری سمجھ میں کوئی بات نہ آئی تو
میں نے اپنے پتاجی سے اِس کی وجہ پوچھی۔ انھوں نے ہنس کر
جواب دیا
گھر والوں نے سوچا ہوگا کہ آگ بُجھاتے بُجھاتے کہیں
لوگ چھت سے گوبر کے اُپلے ہی نہ اُٹھا کر لے جائیں
سب ہنسنے لگے۔ میں نے خیال کیا کہ غریب آدمی کے لیے
گوبر کے اُپلے کتنے قیمتی ہیں!

نرمل کماری

دہلی
۲۶ جون سنہ ۱۹۶۲ء

بزرگ ماسٹر صاحب۔ آداب عرض
میں نے اب تک آپ کو خط نہ لکھا، سوچ رہی تھی کیا لکھوں، اب
پہلے سال کا نتیجہ آیا ہے آپ کو یہ سُن کر خوشی ہوگی کہ میں کامیاب
ہوگئی ہوں۔ ہمارے چلتے وقت آپ کی طبیعت کچھ خراب تھی،
آشا ہے اب ٹھیک ہوں گے۔

اُرملا اروڑا

وہ پھر آ گئی

ارے تم پھر آ گئی ہو! تمہیں میں نے کتنی دفعہ سمجھایا ہے
کہ تم میرے پاس مت آیا کرو۔ میں تمہیں صاف کہہ
رہی ہوں کہ تم مجھے ذرا بھی اچھّی نہیں لگتی ہو۔ تمہارے
آنے پر میرا سب کام چھوٹ جاتا ہے
وہ بڑے اطمینان سے بولی۔
"میری بھی تو کچھ سنو۔ اپنی ہی کہے جا رہے ہو۔ میں یوں ہی
تمہارے پاس تو آئی نہیں۔ میں تو سبھی کے پاس آئی ہوں؛"
میں نے کڑک کر جواب دیا۔ تم بے شک سب کے
پاس آتی رہو پر میرے پاس مہربانی کر کے مت آیا کرو۔
تم مجھ سے دوٗر ہی رہا کرو
اُس نے مجھے بڑی طرح بولتے دیکھ کر کہا۔ اچھّا یہ بات
ہے۔ میں تمہارے اور قریب آتی ہوں۔
کلبش۔ ذرا رضائی دینا اپنی اچھی شنا ننا۔ تم ہی دے دو
جلدی سے۔ دیکھو وہ آ گئی ہے۔

دونوں ۔" ارے! کون آگئی ہے جو ڈر کر رضائی مانگ رہی ہو"
ہائے اللہ! تُم ابھی تک نہیں جانتی سردی آگئی ہے سردی

نرمل کماری

جالہ
۲۵ر جون ۱۹۶۲ء

ماسٹر صاحب۔ آداب
آپ کے کہنے کے مطابق میں نے اُردو کافی سیکھ لی ہے۔ اب یہ خط لکھ رہا ہوں۔ گرمیوں کی چھٹیاں اچھی گذریں۔ اُمید ہے کہ آپ بھی اچھے ہوں گے

آپ کا خادم
جے پرکاش شرما

ناشتہ ہضم

آج منگل وار ہے اور ہمارے کمرے میں جھاڑو دینے کی باری ہمارے ایک ساتھی ارشاد علی کی ہے۔ ہم صبح ۳/۴ ۵ بجے اُٹھے شوچ گئے بعد میں ۶ بجے کثرت کرنے میدان میں آگئے۔ یہاں ہم نے دوڑ لگائی اور کثرت کی۔ پھر کمرے میں جا کر دیکھا کہ ارشاد علی قرآن شریف پڑھ رہے ہیں، ہم نے کچھ نہیں کہا۔ ۱/۲ ۷ بجے ناشتہ کی گھنٹی بجی ہم نے ناشتہ کیا۔ ارشاد علی اُٹھ کر ناشتہ کمرے میں لائے۔ ہم نے ناشتہ اپنے قبضے میں کر لیا۔ ہم نے پوچھا آج آپ جھاڑو دیں گے یا نہیں۔ اُنھوں نے کہا کہ آج میں جھاڑو نہیں دوں گا۔ چاہے میرا ناشتہ چلا جائے بس پھر کیا تھا ناشتہ ہضم

خزان سنگھ

چلو صابن بچا

آج چھٹی کا دن تھا۔ میں دیر سے سو کر اُٹھی منھ دھویا اور ناشتہ لے لیا۔ قریب ۹ بجے کپڑے دھونے گئی۔ کپڑے دھوتے دھوتے ۱۱ بج گئے۔ میں نے سوچا اب نہا لیں تو اچھا ہے۔ بالٹی صاف کی اور پانی بھر کے اوپر لئے جا رہی تھی کہ ھیشن نے کہا

"پانی اوپر نہیں جا سکتا۔ میں نے صفائی کی ہے۔ میں بہن جی سے شکایت کر دوں گا۔"

اُس سے جیسے تیسے پیچھا چھوٹا اور پانی اوپر رکھ آئی۔ میری دوسری سہیلی پانی اوپر لئے جا رہی تھی کہ دیدی نے دیکھ لیا اور کہا

"کیا یہ نہانے کا وقت ہے؟"

ڈانٹ ڈپٹ پڑی۔ میں دیدی کی آواز سن کر اُلٹے پاؤں واپس لوٹ گئی۔ ابھی دو منٹ بھی نہیں ہوئے تھے کہ دیدی وہیں آ گئی۔ پہلے میری نظر سنتوش پر پڑی۔ میں نے پوچھا

"ڈیڈی - ہیش"

اتنے میں ڈیڈی سامنے آگئی اور جواب دیا "ہیش" - ہیش
دنگ رہ گئی!

کسی طرح ہمت کر کے دبی زبان سے کہا

ڈیڈی نہ نہائیں!

ڈیڈی نے کہا "نہیں"

ہیش پانی اوپر غسل خانے میں رکھ آئی تھی - سوچا شاید
ڈیڈی کو ترس آئے - پر ڈیڈی نے کہا آج نہیں نہانا" ہیش
چپ ہو گئی - اپنے دل کو بہلانے کے لئے کہا

چلو صابن بچا

بہت سی موتیں ہو گئیں

آپ کو یہ معلوم کر کے دُکھ ہو گا کہ اِس پیپر کو ہمارے ہوسٹل میں بہت سی موتیں ہو گئیں ۔ مرنے والے لوگوں کی رُوح کو چین پہنچانے کے لئے مہربانی کر کے کُچھ دیر کے لیے چُپ چاپ کھڑے ہو جایئے بڑے دُکھ سے کہنا پڑتا ہے کہ اُس دن ڈی ۔ ڈی ۔ ٹی (D.D.T) چھڑکنے کی وجہ سے بہت سی مکھیاں اور مچھر مر گئے

جو جامعہ میں ہمارے پکّے ساتھی رہے ہیں

سُدیش گُلاٹھی

مِل گئی

کہاں گئی کہاں گئی! ارے ابھی ابھی تو یہیں تھی۔ لو اب
میں کیا کروں!
اِدھر ڈھونڈھا اُدھر ڈھونڈھا۔ اس سے پوچھا اُس سے
پوچھا! پر کچھ پتہ نہ چلا
اور میں نے اُس سے کہا
"ارے ہاں کل تُم نے میری میز پر سے اُٹھائی تھی
جواب مِلا
وہیں پر تو رکھ دی تھی
میں کہتی ہوں تم نے رکھ دی تھی تو پھر گئی کہاں!
اوہو کچھ سمجھ میں نہیں آتا! کاربورڈ کا کام بھی ادھورا
رہ گیا ہے۔ اب بتاؤ میں کیا کروں۔ آج نمبر بھی ملنے والے ہیں۔
ایک ساتھی نے کہا
اتنا کیوں بول رہی ہو لو اس سے کام کر لو!

اب تو میں اس سے کام کروں گی لیکن میڈم کی کلاس میں کیا کروں گی۔ جب وہ مجھ سے پوچھیں گی تو کیا جواب دوں گی۔ اسی طرح جب میں بڑبڑاتی اپنے بستر پر بیٹھی تو دھیان اسی طرف تھا کہ گئی تو کہاں گئی ! اچانک مجھے یاد آیا میز کی دراز تو دیکھوں۔ دراز کھولتے ہی کیا دیکھتی ہوں کہ وہ تو یہیں پڑی ہے

آہا مل گئی ! مل گئی ! . . . .
اوہو کتنا ستایا آج اس نے
ایک آواز آئی
ارے کیا مل گئی ! . . . . .
اجی میری قینچی مل گئی

کملیش کانتا

قسمت میں نہ تھا

بہت دنوں سے ہمارے ہوسٹل میں پروگرام بن رہا تھا کہ ہفتے میں ایک دن مکھن اور ڈبل روٹی دیا جائے پروگرام بنتے بنتے وہ دن بھی آگیا کہ آج صبح ہی ہمیں ناشتے میں ڈبل روٹی مکھن ملا۔ ڈبل روٹی اور مکھن رکھ کر میں گلاس دھونے چلی گئی۔ اِتنے میں ایک کوّا آیا اور مکھن اُٹھا لے گیا۔ گلاس دھوکر آئی تو دیکھا کہ مکھن غائب تھا۔ ساتھ والی لڑکی سے پوچھا تو وہ بولی کہ کوّا لے گیا۔ یہ سُن کر مجھے بہت دُکھ ہوا کہ اتنے دنوں میں تو مکھن ملا اور آج بھی پلّے نہ پڑا۔ اب دُکھ تو ہوا لیکن کیا کر سکتی تھی، آخر یہی سوچ کر دل کو تسلی دی کہ

قسمت میں نہ تھا

ریملا کماری گپتا

لگ گئی

جُمعہ کا دِن تھا۔ میری جماعت کی چند لڑکیاں گھر نہیں گئی تھیں۔ صُبح اُٹھ کر نہائے دھوئے پھر ناشتہ کیا اور پڑھنے بیٹھ گئی۔ کُچھ دیر پڑھا پھر اور کام کرنے لگ گئے کھانا کھایا۔ کھانے میں آلو گوبھی کی سبزی بنی تھی۔ سب لڑکیاں پہنچ گئیں اور سب نے اپنے آپ سبزی لے لی۔ اتنے میں خانساماں آگیا اور بولا اپنے آپ سبزی کیوں لی ہم سب چُپ چاپ سُنتے رہے آرٹ کی لڑکیاں دیر سے آئیں۔ ان کے لیے سبزی کم پڑ گئی۔

اب یہ لڑکیاں ہمارے سامنے بیٹھ گئیں

وہ کھانا تو کھا رہی تھیں پر اُن کی نظر ہماری ہی طرف تھی۔ وہ بار بار کہتی جاتیں۔ "ہائے اتنی سبزی! ہائے اتنی سبزی!" خیر کسی طرح کھانا کھا کر اُٹھے۔ کھانا کھانے کے بعد سو گئے۔ جب سو کر اُٹھے تو پتہ چلا کہ ایک ساتھی کے پیٹ میں درد ہے۔ اُسے کھاری سوڈے کی بوتل پلائی گئی۔ پر کچھ آرام نہ ہُوا۔ اب مَیں سوچنے لگی یہ کیسے ہُوا۔ اچانک میرے من میں خیال آیا کہ

آج کھانے پر آرٹ کی لڑکیوں نے ٹوکا تھا۔
میں نے لڑکیوں سے کہا کہ اسے "تو" لگ گئی"!
ساتھیوں نے کہا" کیا لگ گئی"؟
میں نے کہا" آج کھانے کی بات یاد نہ رہی"! کھانے کی بات
یاد کرکے سب بول اُٹھیں
"ہاں ہاں۔ نظر لگ گئی۔ نظر"!

بملا کماری گپتا

نئی دہلی
۴ر جولائی سنہ ۱۹۶۲ء

پروفیسر صاحب۔ آداب
میں بہت دنوں سے خط لکھنے کو سوچ رہی تھی مگر سُستی سے نہ
لکھ سکی۔ اب معلوم ہوا کہ اور لڑکے لڑکیوں نے آپ کو لکھا ہے
اب آپ کی طبیعت کیسی ہے۔ میرے خط کا جواب ضرور دیجئے
اور میری غلطیاں بتا دیجئے

آپ کی شاگرد
شانتا رانی مروا

وہ کیا تھی

مجھے یہ سُن کر بہت تعجب ہُوا کہ یہ کیا عجیب وغریب چیز ہوگی۔ اس سے پہلے میں نے وہ کبھی نہیں دیکھی تھی۔ اچانک ہمارا جانے کا ارادہ ہوگیا۔ وہاں پہنچے تو ایک لمبی لائن لگی ہوئی تھی۔ ہم بھی اُس لائن میں لگ گئے اور تھوڑی دیر لائن میں کھڑے رہے۔ اُس کے بعد اندر جانے کی اجازت ملی۔ دل میں ہم سوچ رہے تھے کہ اندر نہ جانے کیا ہوگا۔ خیر وقت گذرتا گیا اور وہ وقت بھی آگیا کہ ہم اندر پہونچنے کے قریب تھے۔ ہماری آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا آیا پھر ایک دم روشنی۔ کچھ لوگ پہلے سے ہی اندر موجود تھے۔ انھوں نے ہمیں قطار میں کھڑا کردیا۔ اگرچہ وہاں بیٹھنے کا انتظام تھا۔

چند منٹ کے بعد ایک دم اندھیرا سا ہوگیا اور ہماری نظروں کے سامنے عجیب وغریب تصویریں آنی شروع ہوگئیں چاروں طرف تصویریں دوڑتی ہوئی نظر آتی تھیں۔ میں

کبھی اِدھر دیکھتی کبھی اُدھر۔ عالی شان عمارتیں، باغات، کارخانے
موٹریں۔ اتنے دلچسپ سین آنکھوں کے سامنے آرہے تھے
کہ میں تھوڑی دیر کے لیے اپنے آپ کو بھول گئی۔
وقت ختم ہوا۔ روشنی ہوگئی۔ آپ جانتے ہیں، یہ کیا تھی
یہ تھی "سرکاراما پکچر"

جسبیر کور

لکھنؤ

۱۰ ۶/۶۲

شری مان اُستاد صاحب۔ نمستے

میرا پڑھنا لکھنا ٹھیک سے چل رہا ہے۔ میں نے اُردو کی
دوسری کتاب ختم کرلی ہے، اور کتابیں پڑھ رہا ہوں۔ مجھے
آشا ہے کہ اب سب مشکل آسان ہے۔ شاید میں سب ساتھیوں
کے ساتھ کندھے سے کندھا ملا کر چل سکوں

آپ کا

شیونارائن شرما

کیا آپ اسے جانتے ہیں!

آپ نے سینما کے ایکٹر اور ایکٹریس کے گانے سُنے ہوں گے لیکن اُن کی آواز اس کی برابری نہیں کر سکتی۔ اپنی آواز کی وجہ سے وہ کالج میں مشہور ہے سب اُسے پسند کرتے ہیں اُس کے چال چلن کی عزّت کرتے ہیں۔ وہ بھی سب کے ساتھ ہمدردی اور محبت کے ساتھ پیش آتی ہے ہر روز لڑکے لڑکیاں کالج کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک چلے جاتے ہیں لیکن یہ ایک ہی جگہ بیٹھی رہتی ہے۔ یہ کسی سے نہیں ڈرتی یہ صرف مدرسے کے چپراسی سے ڈرتی ہے۔ جیسے ہی اس کے چہرے کی طرف دیکھتی ہے وہ ڈر جاتی ہے ہمارا چپراسی اس سے کوئی ہمدردی نہیں رکھتا جب وہ اس کی طرف توجہ کرتا ہے تو وہ روتی نہیں اور نہ چلاتی ہے بلکہ وہ خوشی کے ساتھ گانا گاتی ہے اس کا ہر ایک گانا جادو کی سی طاقت رکھتا ہے اور لڑکوں اور لڑکیوں پروفیسروں اور یہاں تک کہ پرنسپل صاحب کو بھی اپنی طرف توجہ دلاتا ہے سب اُس کے اشاروں پر چلتے ہیں۔ آپ جانتے ہیں وہ کون ہے؟ —— وہ ہے کالج کی گھنٹی''

رفیق احمد

میری نیند

سینیچر کی رات کو میں جلدی ہی سوگئی ۔ میرے کمرے کی باقی لڑکیاں ابھی پڑھ رہی تھیں میں گہری نیند میں سوگئی ۔ کوئی گیارہ بجے مجھے ایسا لگا کہ میری چارپائی کو کوئی پکڑ کے زور سے ہلا رہا ہے ۔ میں گھبرا کے ایک دم اُٹھ پڑی ۔ ہمارے ہوسٹل میں شور مچ رہا تھا کہ زلزلہ آیا ہے ۔ "زلزلہ آیا ہے ۔" اتنے میں نیچے سے دیدی نے آواز دی "نیچے چلے آؤ ۔" ہم سب لڑکیاں نیچے چلی گئیں ۔ نیچے میں نے دیکھا کہ کچھ لڑکیاں رو رہی ہیں ۔ اُس کے بعد سب نے مل کر دُعا کی کہ " خدا تعالیٰ ہم سب کو محفوظ رکھے اور ہمت دے ۔" کچھ لڑکیاں ڈریں دوبارا اوپر سونے کے لیے نہیں آئیں اور نیچے ہی کامن روم میں سوگئیں ۔ مگر میں اپنے ہی کمرے میں آکر سوگئی ۔ پھر بھی ایسا لگتا تھا کہ پھر زلزلہ آگیا ہے ۔ میں پھر گہری نیند میں سوگئی

سنتوش کماری

وہ لے ہی گیا

جمعرات کو جب میں ہوسٹل سے گھر آئی تو اندھیرا ہو چکا تھا۔
سب بھائی بہن گھر میں ہی بیٹھے تھے۔ میرے گھر پہنچتے ہی ایک نے کہا
"وہ پستول مجھے دے دو" اُسے مانگتا دیکھ دوسرا ایک دم
بول اُٹھا
"میں دو روپئے دوں گا۔ مجھے دے دو۔"
تیسرے نے سوچا میں کیوں چپ رہوں۔ بولا
"تو، تو ماتاجی کو بہت ستاتا ہے۔ تجھے کیسے دے دے۔ وہ تو
میں لوں گا۔"
میں نے تینوں کو مانگتے دیکھ کر کہا۔
"وہ تو میں کسی کو بھی نہ دوں گی۔ وہ تو مجھے انعام میں ملی ہے۔"
شاید اُنھیں میری بات ٹھیک نہیں لگی۔ ایک نے ہنس کر کہا۔
"بھلا لڑکیاں بھی کہیں پستول چلاتی ہیں۔"
میں نے کہا۔ اچھا اگر دوں تو کسے دوں۔ جسے نہیں دوں گی
وہی ناراض ہو جائے گا۔ میری سہیلی بھی پاس ہی بیٹھی تھی۔ بول اُٹھی

لاٹری ڈالو۔لاٹری۔

لاٹری ڈالی گئی۔ چھوٹے بڑے سب کا نام لاٹری میں لکھ دیا۔ پرچی کھولنے پر میری سہیلی کا نام نکل آیا۔ اُس نے کہا "ٹھیک ہے پستول مجھے دے دو۔ میں جسے مرضی دے دوں"

سب کہنے لگے۔ دوبارا۔ دوبارا۔ دوسری بار جب پرچیاں سامنے رکھیں تو ایک بولا۔ ادم بوُر بوا سوا۔ ۔ ۔ ۔

دوسرا بولا۔ ادم شانتی شانتی۔ ۔ ۔ ۔

تیسرا۔ بولا۔ کھولو۔ کھولو

پرچی کھولنے پر دوبارا پھر میری سہیلی کا نام نکل آیا۔ وہ بولی پرچی میں گھر کے بچوں ہی کے نام لکھنے چاہئیں

اتنے میں ماتا جی نے آواز لگائی کھانا کھالو۔ میں نے سب سے آخری بار پرچی کھولنے کو کہا۔ جو زیادہ پیچھے پڑا تھا میں نے اُس سے پرچی اُٹھانے کو کہا۔ وہ آنکھ بند کر کے کچھ بول ہی رہا تھا کہ میں پرچیاں پھینک کر باورچی خانے میں بھاگ گئی۔ وہ وہاں بھی آگیا اور مانگنے لگا

صبح میں نے جس کو پستول دینی تھی دے دی۔ اُس کو بہت غصہ آیا اور وہ اپنی چارپائی پر دوبارہ جا کر سوگیا۔ نہ چائے پی

اور نہ ہی کھانا کھایا۔ پھر اُس کے خیال میں نہ جانے کیا بات آئی کہ باقی دِن وہ میرا جو کام ہوتا۔ کرتا۔ ایک دوبار میرا کام کرتے کرتے کہتا۔ پستول لے دونا

اگلے دن صبح وہ پھر اپنی ضد پر اڑا رہا۔ چارپائی سے نہ اُٹھا۔ مَیں نے ہوسٹل آتے وقت جسے پستول دی تھی اُس سے لے کر اِسے دے دی

اب وہ مجھ سے بہت خوش ہے

اب مَیں اُس کے بارے میں سوچتی ہوں کہ وہ پستول پر دیوانہ تھا یا ضدّی تھا یا کسی کو لینا نہ دیکھ سکتا تھا!

پر آپ چاہے کُچھ بھی کہہ لیں۔ وہ تو لے ہی گیا

نِرمل کُماری

سودا مہنگا رہا

آج شام کو روشنی نہ ہونے سے میں باہر کے برآمدے میں جا بیٹھی۔ بیٹھے بیٹھے جی میں آیا کیوں نہ کھانے کی کوئی چیز منگوائی جائے۔ ساتھی لڑکیوں سے پوچھ کر میں نے نوکر کو سموسے لانے کے لیے بھیج دیا۔ پہلے سال کی لڑکیوں نے بھی سموسے لانے کے لیے کہا۔ اس طرح وہ بیس سموسے لایا۔ دس سموسے ان لڑکیوں نے لے لیے اور دس ہمیں بھیج دیے۔ میں سب کے ساتھ بڑی خوشی سے انھیں طشتری میں سجا کر کھانے بیٹھی ذرا سا کھانے پر کڑوا لگا۔ پھر دوسری طرف سے توڑا پر سواد میں فرق نہ پڑا۔ ساتھیوں سے کہنے ہی والی تھی کہ انھوں نے بھی یہی بات کہہ دی۔ نیچے لڑکیوں سے پوچھنے جا رہی تھی کہ تمھیں سموسے کیسے لگے کہ اتنے میں وہ اوپر آ رہی تھیں۔ ہم نیچے جا رہے تھے۔ سیڑھیوں میں سب مل گئیں

ہو ہلہ مچاتی نوکر کے پاس پہونچیں۔ وہ بے چارا دوبارہ

گیا۔ اب وہ بیس کی جگہ دس سموسے لے آیا۔ اب کیا کہتے۔
پہلے کرڑوا۔ اب گھاٹا۔ سودا مہنگا رہا

نرمل کماری

دہلی
۱۰/۷/۶۲

جناب ماسٹر صاحب سلام

ہم بمبئی سے ۳/ جولائی منگل وار کو واپس آ گئے تھے۔
آتے ہی مجھے پتا چلا کہ اُردو میں میرا ایک خط آیا ہے۔ اتنا سُن
ہی مجھے بہت خوشی ہوئی میں نے اُسے پڑھنے کی کوشش کی۔ گ
بہن کام ہونے سے جواب جلد نہ دے سکی۔ ہمارے قریب قریب
۷ دن باہر گھومنے میں لگ گئے۔ بمبئی سے واپس آتے ہوئے ہم
ناسک، بھوپال اور آگرہ بھی ٹھہرے تھے۔ اب تو ہماری صرف
۶ چھٹیاں رہ گئی ہیں۔ اُمید ہے ہم ۱۵/ جولائی کو اپنے ہوسٹل میں
پہنچ جائیں گے۔ ۱۶ / کو ہمارا مدرسہ کھل جائے گا

آپ کی شاگرد
کملیش کانتا